نقوش

سائیں سُچّا

Payment in Sweden

Bank: Handelsbanken

Account: VKF

Clearing number: 6180 Account number: 470473908 or

Bankgiro: 764-1699

In Europe

IBAN: SE76 6000 0000 004 7047 3908

BIC/National bank-ID: HANDSESS

Elsewhere in the world:

Use our **PayPal** account: paypal.me/VKFKitaban or
IBAN or BIC + Clearing number + Account nr
BIC/National bank-ID: HANDSESS + 6180 + 470473908

نقوش

سائیں سُچّا

افسانے

ودیا کتاباں

NAQOOSH

SHORT STORIES

Vudya Kitaban Förlag
Box 6099
192 06 Sollentuna
vudya@vudya.se

© Sain Sucha 2019

E-book formating **Vudya Kitaban, Sollentuna**
ISBN: 9789186620486

فہرست

گیلی

تِشنہ لب

گرد

خلیفہ شفیق

کُرسی

با اور بے

چھلاوا

بے رحم

کالے جُوتے

بلکہ....

نجات

سراب

دھنک

انتساب

ساحر لدھیانوی کے نام

جِس نے کہا تھا:

ساتھی ہاتھ بڑھانا

ایک اکیلا تھک جائے گا

مِل کر بوجھ اُٹھانا

اور

وہ صُبح کبھی تو آئے گی

اور پھر

وہ صُبح ہمیں سے آئے گی

گیلی

اُس نے اپنے گلاس میں بچی کھچی مے کی جانب دیکھا، اور اسی لمحے اُس کو احساس ہوا کہ وہ گیلی تھی!

"ایک اور حرامی!" اُس نے سوچا "وہ میرے ساتھ ... وہ میرے ساتھ کیوں کر اِس طرح کر سکتا ہے؟"

پھر اُس نے آہستہ آہستہ پیچھے کی جانب چند قدم سرکائے۔

"اُسکی نظر سے دُور، اور اُسکی زد سے باہر! کمرے میں اُٹھی ہوئی دھوئیں کی دیوار سے یقیناً اُسکا دل فریبی کا جال مجھ تک نہیں پہنچ سکے گا۔" اُس نے اپنے آپ سے کہا۔ ایک رحمدل ہستی نے اُس کو تازہ انڈیلی گئی ٹھنڈی شراب پیش کی۔ اُس بھلے انسان کی شناخت سے بے خبر اُس نے سفید انگوروں کے رس والا گلاس اٹھالیا۔ بخارات نے اُس کی آنکھوں اور بُلبُلوں والے مشروب کے درمیان شیشے پر ایک نمی کی ایک چادر ڈال دی تھی۔ اپنے ہونٹوں سے گلاس کو چھُونے سے پہلے اُس نے اپنی زبان نکال کر شیشے کے پتلے حلقے کی دھار کو محسوس کیا، پھر اُس کے نتھنوں نے شیمپین کی خُوشبو کو اپنے اندر کھینچا۔ "کیا اُسکے دانت بھی ایسے ہی تیز ہونگے، اور اُسکی سانس میں بھی ایسی ہی پھلوں والی مہک ہوگی؟" اُس نے سوچا، اور آہستہ سے ایک چُسکی لی۔ "نہیں نہیں ... کسی کے لبوں میں ایسا کھٹا میٹھا مزا نہیں ہو سکتا!" اُس نے اپنے آپ سے کہا، اور اپنے خوابوں کی دنیا میں ڈُبی ہوئی ایک بڑی مسکراہٹ کو اپنے چہرے پر پھیل جانے کی اجازت دی۔

"کیا تم ہمیشہ یوں ہی مسرور رہتی ہو؟"

اُس نے فوراً مسکراہٹ کو اپنے چہرے سے غائب کیا، جلدی سے ایک دانشوری کا نقاب پہنا، آنکھوں کو قدرے بھینچنے اور سر کو ایک طرف جھکانے کے بعد اپنی آواز میں غراہٹ پیدا کرتے ہوئے کہا، "اگر رہتی ہوں تو پھر!"

اُسنے اس کے انداز کو ایک لمحے کے لیے جانچا اور پھر کہا، "نہیں، تم ہو نہیں، تم تھیں۔"

"میں کیا نہیں ہوں، اور کیا تھی؟" اُس نے پوچھا۔

"مسرور!"

میں، تو سب کچھ جانتا ہو، مگر یقیناً اُسے ان کے کھلے جانے کے بعد کے طرز عمل کا کوئی علم نہیں تھا۔ ضرور کوئی صوفیانہ طبیعت کا مالک ہو گا " اُس نے سوچا۔ "اُس کا کششِ ثقل کا قانون مشروب پر تو عائد ہوتا نہیں لگتا۔ کم از کم وہ مشروب جو کھلے انگوروں سے بنتے ہیں اور جو اپنے اندر چھوٹے چھوٹے لاکھوں بلبلے لیے بخ زدہ بوتلوں سے، جھاگ گراتے ہوئے، فوارے کے جوش کی طرح باہر نکلتے ہیں۔ بجائے اُس کے کہ وہ نیچے کا رُخ کریں وہ ہمیشہ اوپر میرے سر کی جانب چڑھتے ہیں۔" اُس نے ایک بلند قہقہہ لگایا، جب اُس کے ذہن میں ایک اور شے کی تصویر ابھری جو نہ صرف نیوٹن کے کششِ ثقل والے قانون بلکہ قانونِ جمود کی بھی خلاف ورزی کرتی تھی۔ "وہ چھوٹی سی باغی شے جب چاہے اپنی حالتِ جمود کو چھوڑ کر اپنا سر اٹھائے، بلا کسی سیدھے راستے کا لحاظ کیے، صرف تخیّل کی مدد سے پھُدک سکتی تھی۔ اُسے تو کسی بھی بیرونی قوت کی ضرورت نہ تھی۔ درحقیقت وہ خیالِ دقیق اور حرکتِ عضو کے درمیان کھیل کی ایک زندہ مثال تھی۔" اُس پر اب بھی ہنسی کے دورے پڑ رہے تھے، جب اُس نے وقتی طور پر فلسفیانہ خیالات سے رشتہ ترک کر دیا۔

اچانک اُس نے اپنے ہاتھ پر گری ہوئی مے دیکھی، جو اُس کے والہانہ انداز سے ہنسنے کے باعث اُس کے گلاس سے چھلک گئی تھی۔ اِس امر کی پرواہ کیے بغیر کہ کوئی اور فرد اُس کے خیالاتِ دقیق سے الجھاؤ، اور اُس کا وہ اثر جو اُس کے جسم پر ہوا تھا، کا نظارہ کر رہا ہے کہ نہیں، وہ گھومی اور باورچی خانہ کی جانب چل دی۔

اُس کی عادت تھی کہ جب بھی وہ کسی تقریب میں حصہ لے، جہاں ایسے لوگ موجود ہوں جنہیں غیر مستحکم ٹانگوں پر کھڑا ہو کر سیدھا نشانہ کرنے میں بھی دشواری ہوتی ہو تو وہ غسل خانے میں جانے سے گریز کرتی تھی۔ "غلیظ احمق! یہ کیوں اپنی ضروریات بیٹھ کر پوری نہیں کرتے۔ اِس طرح کم از کم انہیں یہ تو امتیاز رہے کہ کون سی جگہ ہاتھ دھونے کے لیے اور کون سی خلاصِ مثانہ کے لیے بنی ہوئی ہے۔"

باورچی خانہ میں اُس نے کافی دیر تک نیم گرم پانی کو اپنے ہاتھ پر بہنے دیا۔ اِس ٹکور سے اُسے بہت سکون ملا۔ آہستہ آہستہ اُس نے اپنے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کو جام کے پیندے سے سرکا کر جام کے سینے تک پہنچایا، جہاں شراب کی ٹھنڈک اُس کی منتظر تھی۔ اُسے لگا کہ وہ

سردی اور گرمی، جمع اور تفریق یا کشش اور کراہت کے درمیان لٹک رہی ہے۔
"نہیں کراہت نہیں۔" اُس نے سوچا، "تھکن، ہاں میں ان سب سے تھک چکی ہوں۔" اُس نے فیصلہ کیا۔
"اور مجھے ان سے تھکن محسوس کیوں نہ ہو؟" اُس نے خود اپنے سے سوال کیا۔ پھر ایک دم گلاس کو نیچے رکھا، دونوں ہاتھ دھوئے، نلکا بند کیا، ہاتھ خشک کیے، گلاس اٹھایا، اور بیٹھک میں واپس لوٹ گئی۔

بارہ لمبے برس اُس نے ایک "بوجھ" کے ساتھ گزارے تھے۔ بارہ برس کی لمبی غلامی — ذہنی، جذباتی، معاشی اور معاشرتی۔ اُس نے اُس بوجھ، اُسکے والدین، اُسکے گھر، کپڑے، کتابیں، یعنی اُسکی ہر شے کو سنبھالا تھا۔ اِس دوران اُس نے شکریہ کا ایک لفظ بھی نہیں سنا تھا۔ بس اُس سے امید کی جاتی تھی کہ وہ اُسکی ہر ضرورت پوری کرے گی۔ کیوں کہ ان دونوں کی شادی نہیں ہوئی تھی، اِس لیے اُسے بیوی کا روپ لینے کی ضرورت نہ تھی؛ ورنہ وہ اُسکی سب کچھ تھی — باورچن، دھوبن، بستر کی زینت، باندی۔ وہ دونوں "اہلِ قلم" کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان بارہ برس کے درمیان جبکہ وہ آزادی سے اپنے تاثرات قلم بند کرتا رہا تھا، اُسے ان کی زندگی کے دوسرے "اہم مسائل" کو حل کرنے کے بعد کبھی اتنا وقت میسر نہ ہُوا تھا کہ وہ بھی آرام سے دو گھڑی بیٹھ کر اپنے خیالات کو ترتیب میں لا سکتی۔ وہ اُس کی زندگی میں پہلا مرد نہیں تھا، اور شاید نہ ہی آخری۔ لیکن یقیناً وہ "بوجھ" جسے اُس نے سب سے زیادہ دیر برداشت کیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ کوئی بُرا شخص نہیں تھا؛ اُس کے جتنے بھی واقف مرد گزرے تھے تقریباً ویسا ہی۔ چنانچہ اُس نے ایک سیدھا سا نتیجہ اخذ کیا تھا — سب مرد واہیات ہوتے ہیں۔
جب سے ان کا تعلق ٹوٹا تھا اُس نے ہر قسم کے "بوجھوں" سے فاصلہ رکھا۔ "میں اب ان سے کوئی بھی گرہ باندھنا نہیں چاہتی" اُس نے یہ فیصلہ کیا تھا، اور صرف ایک لمحہ بعد اُسے اپنے فیصلے پر انتہائی افسوس ہوا تھا۔ "اگر ان کمبختوں کے ساتھ قربت میں کوئی لطف ہے تو وہ بس ان کے ساتھ "گرہ" لگانے میں ہی تو ہے" اُس نے اپنے کو یاد کروایا۔
"چلو ہم دیکھیں گے!" اُس نے اپنی ہمزاد کو کہا تھا۔ پھر اُس نے خود کو کافی دیر تک اکیلے رکھا تھا۔ نہ تو وہ دوسروں کے گھر کسی محفل میں جاتی تھی اور نہ ہی اپنے ہاں کوئی بڑا اجتماع کرتی۔ جہاں تک انسانی زندگی میں زبان کے تعلق کا ذکر ہے اُس نے ان سب کو

ٹیلیفون کے تار کے ذریعہ باندھے رکھا۔ اپنے تخلیقی حصہ کی تسلی کے لیے کبھی کبھی اظرابِ قلم اُس کے جذبات کو سفید چادر پر بکھر جانے کا موقع میسر کر دیتے تھے، اور اُس کے ذہن کو بھی تسکین ملتی۔ اُسے اپنے آپ کو ایک آزاد انسان کی شخصیت میں دوبارہ ڈھالنے میں اپنی توقع سے زیادہ دیر لگ رہی تھی۔ وہ اپنے موجودہ حالات سے خوش نہیں تھی؛ لیکن وہ اپنے کو ایک استعمالی★ بھی محسوس نہیں کر رہی تھی۔ اور یہ ایک بہت عظیم احساس تھا -- اتنا عظیم کہ وہ اپنے آپ کو ان بوجھوں سے آسانی سے دور رکھ سکے۔

اور پھر ایک دن نیلو نے اُسے فون کیا۔ "نہیں، نہیں اور بالکل نہیں۔" نیلو نے کہا تھا۔ "آج نئے سال کی شام ہے، تمہیں آنا ہی ہوگا۔ کوئی پرانا چہرہ نہیں ہوگا، نہ ہی کوئی "گوند" جو تمہیں چپک جائے، اور نہ کوئی "بوجھ"۔ بالکل نئے لوگوں کا جمگھٹ۔ سب تازہ اور زندہ دل!"

"آخر کیوں نہیں!" اُس نے تنگ آ کر کہا۔ "آؤں گی، اور اگر ضرورت پڑ ہی گئی تو میں اپنا گُھٹنا لگا کر کمبخت کو آدھی رات سے پہلے ہی آتش بازی دکھادوں گی۔"

"بالکل! بس ذرا ایک لمبا لباس اپنے جسم پر، اور ایک موٹی پٹی اپنے گھٹنے پر پہن لینا" نیلو نے اُسے رائے دی۔ اُس نے ایک ریشمی جامہ کو اپنا بدن گردن تک نگلنے دیا۔ البتہ گھٹنے پر پٹی والی رائے اُس نے قابلِ عمل نہ سمجھی۔ جان بوجھ کر اُس نے ایک ایسا لباس چُنا تھا جو اُس کے پستانوں کے ابھار اور ان کے درمیان والی گہرائی کو نمایاں کر رہا تھا۔ پھر اُس نے اپنی گردن میں وہ ہار ڈالا جس میں اخروٹ توڑنے والا ایک چھوٹا سا شکنجہ لٹک رہا تھا۔ "جس کسی نے بھی وادیِ کوہِ شیر میں جھانکنے کی کوشش کی اُسے پہلے یہ آلہ نظر آئے گا، اور اگر اُس کا ارادہ اپنی باقی زندگی تالی بجا کر دنیا کو کوسنے کا نہ ہوا تو خود ہی مجھ سے دور رہے گا" اُس نے اپنے آپ کو تسلی دی۔

ساری تیاری کے بعد اُس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا جائزہ لیا، اور پھر دو سال کے وقفے کے بعد اپنی پہلی بڑی شام منانے باہر نکلی۔

★ استعمالی = ایسا شخص جسے دوسرے لوگ استعمال کرتے ہوں!

نیلو نے بالکل صحیح کہا تھا۔ کوئی پرانا "تعلق" اُسے وہاں دکھائی نہ دیا تھا۔ اور کتنا ہجوم اکھٹا تھا۔ بیٹھک میں تقریباً چالیس افراد ۔ اُس نے چند مانوس زنانہ چہرے پہچانے، مگر مخالف جنس کے مالک سب اجنبی تھے۔ "معلوم نہیں یہ نیلو ان سب کو کہاں سے ڈھونڈ لاتی ہے؟" اُس نے اپنے آپ سے پوچھا۔ "چلو اچھا ہی تو ہے، اُس کی سہیلیوں کی جان بھاگ دوڑ سے بچ جاتی ہے۔"

اُسے اُس دھوئیں دار کمرے میں گھسنے کے چند لمحوں بعد ہی اسکی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ اُسے یہ اچھا نہ لگا تھا۔ وہ تو وہاں دم توڑتے ہوئے موجودہ سال کو الوداع کہنے آئی تھی، نہ کہ آنے والے سال کو کسی شخص کے لیے جذبات ابھارے، خوش آمدید کہنے۔ وہ اُسے صرف ایک رخ سے ہی دیکھ رہی تھی۔ اور وہ رخ بھی کوئی خاص نہیں تھا۔ عام چہرہ ... درمیانہ قد۔ لیکن پھر بھی وہ اُسے اپنی موجودگی سے متاثر کر رہا تھا۔ شاید وہ اُسکے ہاتھ ہلانے کا انداز تھا، یا اُسکا ترچھا سر۔ اُس نے اپنا سر گھما کر باقی لوگوں کا جائزہ لیا۔ اگر اُسے کوئی جستجو ہوتی تو بہت سے حوصلہ افزا امکانات موجود تھے۔ مگر نہیں، وہ کسی تلاش میں نہ تھی۔ ایک لمحے کے لیے ان کی آنکھیں کھڑکی کے شیشے میں ملیں۔ اُس نے اپنی آنکھیں جھپکائیں، اور ایک اور طرف دیکھنے لگی۔ "کیا وہ مجھے دیکھ رہا تھا؟" اُس نے سوچا۔ "کیوں نہیں، یہاں تو ہر کوئی ہر دوسرے کو دیکھ رہا ہے۔" اُس نے اپنے آپ کو سمجھایا، اور ساتھ ہی نیلو کے خاص نسخہ پر بنے ہوئے مشروب کا گلاس لینے چل دی۔ نیلو اُس مشروب کو "ملنگی مستی" کہتی تھی، کیوں کہ اُس نے اُس کا نسخہ پرانے یونانی ملنگوں کے حوالے سے حاصل کیا تھا۔ جب اُس نے اپنے گلاس کے پیندے سے چھت کو دوسری مرتبہ دیکھا تو اُس پر ایک منچلی آزادی کا عجیب سا وجد طاری ہونے لگا تھا۔ اُس نے اپنی ٹانگوں کی کی لرزش کو کم کرنے اور ساتھ ہی اپنے پیٹ کی تسلی کے لیے اُس میز کا رخ کیا جس پر نیلو نے ہلکے پھلکے کھانے کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ وہاں اُس نے اپنی تھالی کو خوب سجایا اور پھر واپس چل دی۔

چند لوگوں نے اُسے چند جملے کہے اور اُس نے فوراً چند جواب انہیں واپس لوٹائے۔ کس نے کیا کہا، یہ اُس نے یاد نہ رکھا، کیوں کہ وہ تو یاد رکھنے کو سن ہی نہیں رہی تھی۔ جب کبھی بھی آوازوں کا ریوڑ اُس کے کانوں پر حملہ آور ہوتا وہ فوراً اپنے منہ سے الفاظ کی ایک فوج چھوڑ دیتی۔ اور یہ کافی تھا۔ اُس نے نہ ہی کسی گفتگو کا آغاز نہ اختتام اپنے ذہن میں مجتمع

ہونے دیا۔ "میرا خیال ہے میں ایک مکمل "لمحاتی" بنتی جا رہی ہوں" اُس نے خود کو بتایا، "ایک لمحاتی۔ ایسی ہستی جو صرف ایک لمحے کا خیال رکھے، اور صرف اُس ایک لمحے میں محدود رہے۔ واہ وا، میں نے کیسی ایک نئی ہستی کا انکشاف کیا ہے۔" اُس نے اپنے آپ کو داد دی۔ "بس چند گلاسوں کی اور ضرورت ہے، اور میں ایک نئی طرز کی ہستی کا نظریہ پیش کر سکتی ہوں۔" اُس نے اپنے نشے سے غور و فکر میں اضافہ کیا۔

اور رات دھیرے دھیرے اُس گھڑی کی طرف بڑھنے لگی جب گھڑیال بارہ بجاتا ہے اور مقیّد شراب اپنی بوتلوں سے کارک کے اڑانے کے بعد آزاد ہو کر خالی گلاس اور پیالے منہ بھرنے لگتی ہے۔ وہ گھڑی جب ہر زندہ دل شخص ایک دوسرے کو نئے سال کی بشارت دیتا ہے۔ چند اِس امید سے کہ شاید ان کی خوش قسمتی اُس رات ہی انہیں ایک ہلکی سسکی کے روپ میں انہیں صدا دے۔ چند خوش فہم اصحاب نے اُس کے گال پر بوسہ ثبت کیا، اور اُس نے انہیں اتنے غیر جذباتی انداز سے بوسہ واپس کیا کہ انہیں فوراً ان کا بچپن اور نانی اماں یاد آ گئی ہوں گی۔ کچھ عرصہ کی گرما گرمی کے بعد جشنِ مسرت ذرا ٹھنڈا ہوا تو اکثر لوگ ان گروہوں میں واپس لوٹ گئے جو انہوں نے شام کو پہلے ہی بنا لیے تھے۔

باورچی خانہ سے باہر آنے کے بعد اُس نے خوش اخلاقی دکھانے کے لیے کچھ عرصہ ادھر اُدھر مختلف لوگوں کے ساتھ وقت گزارہ۔ اُسے پوری طرح یاد نہیں تھا کہ کیا وہ اسکی جانب بڑھی تھی، یا وہ اُس کی جانب بڑھا تھا یا وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف بڑھے تھے۔ وہ اُسے دیکھ بھی نہیں سکتی تھی، مگر جانتی تھی کہ وہ ایک دوسرے کی طرف پشت کیے بالکل قریب کھڑے ہوئے تھے۔ اسکی حرارت ان کے کپڑوں سے گزر کر اُس کے پورے جسم پر پھیل رہی تھی۔ اُس وقت وہ کتنی خواہش مند تھی کہ کاش اُس کے گلاس میں مے کی بجائے برف کے ٹکڑے ہوتے جو اُس کے ابال کو کم کر سکتے۔ اُس کا ہر سانس صحرا کی وہ لُو تھی جو اُس کی زبان کو ایک سوکھا ہوا چمڑا ہونے کا احساس دِلا رہی تھی۔ اُس کے گرد پانچ افراد کسی گہری بحث میں ڈوبے کھڑے تھے۔ دوسری طرف اُسکے گرد بھی چند شخص اسی انداز سے محوِ گفتگو تھے۔ اُس نے کوشش کی کہ اپنے ساتھ کھڑے ہوئے لوگوں کی بحث سنے۔ آوازیں اُس کے کانوں میں داخل تو ضرور ہو رہی تھیں لیکن بامعنی فقروں میں نہ تبدیل ہوئیں۔ بس بہت سے الفاظ

NAQOOSH

SHORT STORIES

Vudya **K**itaban **F**örlag
Box 6099
192 06 Sollentuna
vudya@vudya.se

© Sain Sucha 2019

E-book formating **Vudya Kitaban, Sollentuna**
ISBN: 9789186620486

9 789186 620486